وارثین نبوت کامقام اوران کی ذمہ داریاں

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

24 ستمبر 2011ء کو جمعیت علمائے اہل سنت والجماعت ضلع گجرات کے زیر اہتمام منعقدہ ''ورثائے نبوت کانفرنس'' سے حضرت ناظم اعلیٰ وفاق المدارس نے خطاب فرمایا، جسے مولانا عمر عثمانی نے مرتب کیا، حضرت ناظم اعلیٰ کا یہ خطاب نذر قارئین ہے۔(ادارہ)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُوَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ !

......فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ......

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِماً بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ......وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى :يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ...... وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى :هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْن ......وَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ : اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُالْاَنْبِيَاء......وَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ:خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ......

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْم وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْن، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن ۔

صدر جلسہ حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالحق خان بشیر صاحب، قابل صد اکرام، حضرات علماء کرام، فضلاء کرام ، بزرگانِ محترم، برادرانِ اسلام!

میں سب سے پہلے شکر گزار ہوں جمعیت علماء اہلسنت والجماعت پاکستان ضلع گجرات کے ذمہ داران کا، جنہوں نے آج کے اس خوبصورت اور باوقار منفرد پروگرام میں مجھے شرکت کا موقع فراہم کیا۔ مجھے یہاں آنے سے پہلے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اتنا اہتمام اس تقریب کے لیے کیا گیا ہوگا۔ برادر مکرم حضرت مولانا عمر عثمانی صاحب جو بڑے باصلاحیت ہیں ایک متحرک اور فعال نوجوان ہیں، ان کی اوران کے رفقاء اور ساتھیوں کی دعوت پر اس سے پہلے بھی

گجرات حاضر ہو چکا ہوں اور ان کی کاوشوں کو دیکھ کر ہی میں نے یہاں دوبارہ آنے کا وعدہ کیا۔ آج شام وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے چھ بجے علماء کی ایک میٹنگ بلائی تھی ۔جس میں مجھے بھی کہا گیا کہ میں شریک ہوں لیکن میں نے وزیر اعلیٰ کی ملاقات پر آپ فقیروں کی ملاقات کو ترجیح دی۔ وزیر آتے جاتے رہتے ہیں، میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں کھاریاں کا سفر ملتوی کروں، اس لیے کہ بہت سارے ایسے مسائل ہیں جو دینی مدارس کو پنجاب میں درپیش ہیں اور ان کا تعلق وزیر اعلیٰ کے ساتھ ہے۔ ان مسائل کے حل کی کنجی انہی کے پاس ہے اور بحیثیت وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے خادم کے میرا یہ فرض بھی بنتا ہے کہ ان مسائل کو متعلقہ حکام تک پہنچاؤں ۔لیکن یہ سوچ کر کہ ان سے ملاقات پھر کسی وقت بھی ہوگی، ہوسکتی ہے، ہو جائے گی۔ میرا یہاں آپ کے پاس آنا زیادہ ضروری ہے، جس کو میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

قابل تحسین و قابل تقلید اقدام:...... مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ ضلع گجرات کے وہ فضلاء جنہوں نے گذشتہ سال ہی اپنی تعلیم مکمل کی ہے، ان کی دستار بندی ہو رہی ہے اور اس لحاظ سے میں اس کو منفرد سمجھتا ہوں۔ عام طور پر یہ تو ہوتا ہے کہ ہر مدرسہ اپنے فضلاء کی دستار بندی کا اہتمام اور پروگرام منعقد کرتا ہے۔ وہ اپنے جامعہ اور مدرسے سے فارغ ہونے والے طلباء کی حوصلہ افزائی کرتا ہے ۔لیکن ضلع بھر کے وہ تمام فضلاء جنہوں نے کہیں بھی دورہ پڑھا ہو کوئی جماعت ان کی حوصلہ افزائی کرے اور ان کی دستار بندی کا اہتمام کرے، کم از کم میری معلومات میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے۔ یہ قابل تحسین بھی ہے اور قابل تقلید اقدام بھی ہے۔

فضلائے کرام کا مقام و مرتبہ:...... یہاں بڑے بڑے اہلِ علم موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں میں جو گذارش کر رہا ہوں یہ اپنا سبق سنانے والی بات ہے۔ کیونکہ اس تقریب کے اصل مہمان وہ فضلائے کرام ہیں جن کیلئے یہ تقریب سجائی گئی ہے تو اس لئے زیادہ تر گفتگو کے مخاطب بھی وہی ہوں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ حضرات کو جو مقام اور مرتبہ عطا کیا ہے وہ جہاں بہت بلند و بالا ہے اور عظیم الشان ہے، وہیں پر اس کی وجہ سے جو آپ پر ذمہ داریاں آئی ہیں وہ ذمہ داریاں اور فرائض بھی بہت اہم اور بہت اعلیٰ ہیں۔ جو آدمی جس منصب پر ہوتا ہے اس کی ذمہ داریاں بھی اسی منصب کے اعتبار سے متعین ہوتی ہیں، اگر کوئی باپ ہے تو اگرچہ باپ ہونا ایک بڑی شان ہے تو باپ ہونے کی ذمہ داریاں بھی بہت ہیں۔ امام ہونا ایک بہت بڑی شان ہے تو اس کے اعتبار سے اس کی ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے۔ علیٰ ھذا القیاس وہ عزیز جو کل کے طلباء تھے اور اب فضلاء کہلا رہے ہیں، یہ میرا اور ان تمام حضرات کا جو دائیں بائیں یا اسٹیج پر موجود ہیں، ان تمام کا یہ فضلائے کرام مستقبل اور آنے والا کل ہیں۔ یہ ہماری امید ہیں اور صرف ہماری امید، ہمارا مستقبل اور ہمارا آنے والا کل ہی نہیں ہیں بلکہ یہ پاکستان، مدارس، ملتِ اسلامیہ اور اسلام کا مستقبل ہیں۔

علمائے کرام کی عزت و عظمت:...... قرآن کریم کی جو آیتیں میں نے پڑھی ہیں ان میں پہلی آیت کے بارے میں جو سورۃ

آل عمران کی ہے، امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ علمائے کرام کی عزت وعظمت کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس آیت مبارکہ میں اپنے اور فرشتوں کے نام کے ساتھ اہل علم کا یعنی علماء کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ وَالْمَلاَئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِماً بِالْقِسْطِ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ”اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، فرشتوں نے گواہی دی اور علم والوں نے گواہی دی“

اللہ تعالیٰ نے اپنے اور فرشتوں کے نام کے ساتھ ملا کر علماء کا نام ذکر کیا۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ ”مومنین کے درجات کو اللہ بلند کرتا ہے اور علم والوں کے درجات کو بھی اللہ بلند کرتا ہے۔“

جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اونچا مقام دے، دنیا کی ساری طاقت مل کر اس کا مرتبہ نیچا نہیں کر سکتی۔ فعل کی عظمت فاعل کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ کام کرنے والا اگر عام آدمی ہو اس کام کی حیثیت اور ہوگی اور اگر کام کرنے والا کوئی عالم ہو تو اس کام کی اور فعل کی عظمت اور ہوگی۔ ایک کام ایک ملازم کر رہا ہے اور ایک کام افسر کر رہا ہے تو دونوں میں فرق ہے، تو اسی طرح جس کو اللہ تعالیٰ بلندی دینے والے ہوں، جس طرح اللہ کی شان سب سے اونچی ہے جس کو اللہ شان عطا کرے گا اللہ کی دی ہوئی شان کا مقابلہ بھی کوئی اور نہیں کر سکے گا۔

میرا ایک ذاتی واقعہ:...... میں اپنا ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں...... ایک الیکشن میں پاکستان کی ایک بڑی سیاسی جماعت کی طرف سے مجھے پیشکش ہوئی کہ تم ملتان سے الیکشن لڑو، قومی اسمبلی کا ٹکٹ ہم آپ کو دیتے ہیں، میں نے انکار کیا، انہوں نے کہا کہ آپ انکار نہ کریں، آپ الیکشن ضرور لڑیں۔ چند ایسے دوستوں نے اصرار کیا جن کے ساتھ تعلق بڑا تھا، میں نے ان سے کہا، میں مشورہ کر کے جواب دوں گا۔ جب میں نے مشورہ کیا چند علماء سے۔ ان میں سے ایک پاکستان کی بہت بڑی بلکہ عالم اسلام کی بڑی شخصیت ہیں، ان سے بھی مشورہ کیا۔ انہوں نے مجھے ایک بات کہی جو میرے دل پر لگ گئی اور آج تک لگی ہوئی ہے اور میں نے اس وقت سے قلب کی تختی پر لکھا ہوا ہے۔ مجھے کہنے لگے: ”مولوی حنیف! اللہ کی دی ہوئی عزت عوام سے مانگنے مت جاؤ۔ تمہیں اللہ نے دین کی نسبت سے ایک عزت عطا کی ہے تم عوام سے ووٹ مانگ کر یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ مجھے عزت دو۔ سنو! عوام جس کو عزت دیتے ہیں وہ پائیدار اور دائمی نہیں ہوا کرتی۔ جس کو اللہ عزت دیتا ہے وہ دائمی اور پائیدار رہا کرتی ہے اور عزت ہے ہی وہی جو اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔ وہ کیا عزت ہوئی جو عوام نے دی؟ عوام ایک وقت میں عزت دیتے ہیں اور دوسرے وقت میں جوتے مارتے ہیں، گریبان پکڑتے ہیں، پتھر مارتے ہیں۔“

دنیا کے صدروں کی حیثیت:...... ہمارے ایک بڑے عالم اور خطیب تھے حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، ان کو اللہ نے یہ ملکہ اور صلاحیت دی تھی کہ وہ ایک وزن پر کئی جملے کہا کرتے تھے اور فی البدیہہ کہا کرتے تھے، قافیہ،

سجع۔ایک دن فرمانے لگے اپنی تقریر میں، میں نے بڑے صدر دیکھے۔اس زمانے میں ضیاء الحق صدر تھے تقریر کر رہے تھے تو یہ بھی صدر تھے۔فرمانے لگے، ضیاء الحق سن! تو بھی صدر ہے میں بھی صدر ہوں اور فرمایا میں تمہیں ایک بات سمجھاتا ہوں: ''میں نے بڑے صدر دیکھے، پھرے قدر دیکھے، پہلے در بدر پھر ملک بدر دیکھے'' اور پھر جوش میں فرمانے لگے، سنو! ''پہلے تخت پر، پھر تختے پر دیکھے۔'' دور نہ جاؤ موجودہ صدر سے پہلے جو صدر تھا آج وہ کہاں ہے؟ ملک بدر ہے، در بدر بھی ہوا ہے، ملک بدر بھی ہوا ہے۔اور تخت پر تھا اور انشاء اللہ تختے پر بھی آئے گا۔وہ کہا کرتا تھا ''سب سے پہلے پاکستان''۔اب سب سے پہلے امریکہ کیوں ہے؟ اب سب سے پہلے برطانیہ ہے...... اگر سب سے پہلے پاکستان ہے تو پاکستان میں آؤ نا! لندن میں کیا کر رہے ہو؟ سب سے پہلے پاکستان کہنے والا آج پاکستان میں آنے سے ڈرتا ہے۔

علماء اپنے مقام و مرتبہ کو پہچانیں:...... اللہ فرما رہے ہیں: ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات﴾ ''جس کو اللہ رفعت و عظمت اور بلندی عطا کرے اس کی بلندی کا کیا کہنا ہوگا؟'' اور فرمایا: ﴿هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُون﴾ ''کیا عالم اور جاہل برابر ہیں؟'' جس طرح دھوپ اور سایہ برابر نہیں، روشنی اور اندھیرا برابر نہیں، زندگی اور موت برابر نہیں، اسی طرح یاد رکھنا، عالم اور جاہل برابر نہیں۔تو پہلی درخواست یہ عرض کر رہا ہوں کہ اپنے مقام و مرتبے کو پہچانیں۔

علماء اپنی ذمہ داری کو بھی پہچانیں:...... اور دوسری گزارش یہ ہے کہ اس عظیم مرتبہ اور مقام کے ساتھ اللہ نے آپ کو ذمہ داری بھی بہت بڑی عطا کی ہے اور وہ ذمہ داری ہے انبیاء علیہم السلام کی وراثت...... آپ غور کریں حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَتِيْ'' ۔بظاہر تو یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرماتے کہ: ''اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَتِيْ'' لیکن آپ نے فرمایا: ''اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاء'' یعنی جو میری امت کے علماء ہیں وہ صرف میرے وارث نہیں ہیں۔وہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک اور مجھ محمد ﷺ سمیت ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور رسولوں کے وارث ہیں۔اسی ضمن میں اہل علم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کیونکہ علماء کو تمام انبیاء علیہم السلام کا وارث کہا ہے تو تمام انبیاء علیہم السلام کو جن آزمائشوں سے گزرنا پڑا، امتحانات سے گزرنا پڑا، جن جن حالات کا سامنا اور مقابلہ کرنا پڑا، جو جو چیلنج ان کے سامنے آئے ہیں...... ان تمام آزمائشوں اور ان تمام حالات کا اور ان تمام مشکلات کا سامنا حضور ﷺ کی امت کے علماء کو بھی کرنا پڑے گا اور آپ جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی وراثت مال نہیں ہے، دولت نہیں ہے، دراہم و دنانیر اور جائیداد اور پیسے نہیں ہے۔ان کی وراثت تو علم ہے اور عمل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی بڑی نسبت عطا کی ہے کہ آپ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور وارثان نبوت ہونا یہ کوئی معمولی مقام اور مرتبہ نہیں ہے۔

حضور ﷺ سے نسبت وتعلق کا قیام:......میرے دوستو اور بھائیو! آپ نے مدرسوں میں پڑھا ہے اور آخری سال جو ہمارے مدرسوں میں پڑھایا جاتا ہے وہ دورہ حدیث کا سال ہے اور اس میں جب طالبعلم پڑھتا ہے تو سب سے پہلے وہ سند پڑھتا ہے، وہ یہ کہتا ہے: "وَ بِـهٖ قَـالَ حَـدَّثَنَا " "یہ سند متصل کے ساتھ ہمیں بیان کیا ہمارے استاد نے، اس کو بیان کیا اس کے استاد نے، اس کو بیان کیا اس کے استاد نے......"

جب طالبعلم سند پڑھتا ہے تو اس سند کے ذریعے طالبعلم کے علم کی نسبت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قائم ہوتی ہے اس بات کو ایک بزرگ نے بڑی پیاری مثال کے ساتھ سمجھایا، فرمایا کہ جیسے آپ لوگ اپنے کمروں میں، اپنے مدرسوں میں، اپنے مسجدوں میں، اپنی تمام جگہوں اور اداروں میں بجلی کا بٹن دباتے ہیں۔ آپ ب اس کو آن کرتے ہیں تو فوراً آپ کا کمرہ روشن ہو جاتا ہے، لائٹ آ جاتی ہے، کیوں آ جاتی ہے؟ اس لیے کہ فوراً دبانے سے اس کا کنکشن باہر کے کھمبے کے ساتھ، ٹرانسفارمر کے ساتھ اور واپڈا ہاؤس کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے، طرح جب ایک طالبعلم مدرسے میں بیٹھ کر حدیث کی کتاب کھول کر پڑھنا شروع کرتا ہے، جیسے اِدھر بٹن دبا، ھر پاور ہاؤس سے اس کا رابطہ قائم ہوا، اسی طرح جب اس نے پڑھنا شروع کیا تو مدینہ منورہ کے علم کے پاور ہاؤس سے اس کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور **تـحـديـث بـالـنـعـمـة** کے طور پر ہم یہ کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی ایسا تعلیمی ادارہ کھاؤ! کوئی ایسا تعلیمی نظام دکھاؤ! جس نظام تعلیم میں، جس ایجوکیشن سسٹم میں، جس تعلیمی ادارے میں جو پڑھا پڑھایا جا رہا ہے اس کی پوری سند اور اس کا پورا ثبوت، اس کا پورا حوالہ پیش کیا جاتا ہو، صرف اور صرف مسلمانوں کے پاس یہ نعمت موجود ہے کہ جب وہ اپنا علم پیش کرتے ہیں تو چودہ سو سال کی اس کی سند بھی بیان کرتے ہیں اور چودہ سو سال کا حوالہ بھی پر دیتے ہیں۔

دینی مدارس کا اعزاز:......آپ دیکھیں سائنس کی کتاب، آپ کھولیں ریاضی کی کتاب، آپ لیں جغرافیہ کی کتاب، اس کا کوئی صفحہ نکالیں، سطر پڑھیں تو اس میں یہ نہیں لکھا ہوگا کہ یہ بات جو سائنس کی کتاب میں آئی ہے یہ کس نے کہی اور جو کہہ رہا ہے اس نے کس سے سنی اور اس نے کس سے سنی...... یہ اگر آپ کو ملے گا تو صرف اور صرف دینی مدارس میں ملے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مستند ہیں باقی اگر کسی کو مستند کہا جائے گا تو اس کی سند کہیں ایک دو سال یا ایک آدھ عشرے پر ختم ہو جائے گی، مگر مدرسوں کے طلبہ کا علم اتنا مستند ہے کہ ان کے فضلا کا اور علماء کا علم پورے چودہ سو سال کے پورے حوالے پیش کرتا ہے۔ آج میں کوئی حدیث آپ کو سناؤں گا تو ساتھ میں بتاؤں گا کہ میرا استاد کون؟ میرے استاد کا استاد کون؟ اسکے استاد کا استاد کون؟......اور آخر میں آئے گا امام الانبیا ﷺ کا مبارک نام کہ آخر میں سب سے اوپر ہمارے استاد حضورؐ ہیں۔ کسی کے پاس اپنے علم کا ایسا ثبوت موجود ہے؟؟؟ ایسی سند موجود ہے؟؟؟ تو آپ کا رشتہ قائم ہوا ہے امام الانبیاء ﷺ کے ساتھ، اسی لیے آپ کو وارث نبوت کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ

آپ کو اپنے اس منصب کے تقاضے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

علماء کی پہلی ذمہ داری:...... یہ کانٹوں بھرا راستہ ہے یہ کوئی پھولوں کی سیج نہیں۔ یہ عزیمت کا راستہ ہے، وقت نہیں کہ تفصیلات میں جاؤں کہ آپ کی نسبت جن سے ہوئی ہے انہوں نے کس طرح زندگی گذاری ہے مجھے تو آپ سے دو چار باتیں کر کے اجازت چاہنا ہے۔ اب تک میں نے عرض کیا کہ آپ اپنے مقام اور مرتبے کو پہچانیں اور ظاہر ہے کہ جس کا جتنا بڑا مقام ہوتا ہے اس کی ذمہ داری بھی اتنی بڑی ہوتی ہے۔ ان ذمہ داریوں میں آپ کی کیا ذمہ داری ہے؟ سب سے پہلی ذمہ داری اس وراثت کی اور امانت کی حفاظت ہے اور یہ حفاظت کس طرح ہوگی؟ یہ حفاظت اپنے قول سے بھی ہوگی اور اپنے عمل سے بھی ہوگی، آپ نے اس امانت کو اور وراثت کو ضائع نہیں کرنا۔ وہ اولاد نالائق سمجھی جاتی ہے جو ماں باپ کی میراث کو بڑھانے کے بجائے کم کردے، جو اولاد ماں باپ کی وراثت کی حفاظت کرنے کے بجائے ضائع کردے اور جو امانت میں خیانت کرے. لہٰذا آپ کی اور ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنی اس امانت کی حفاظت کریں۔ اس کی حفاظت اپنے قول سے اور اپنے عمل سے کریں۔ ہم سب کچھ قربان کردیں مگر اس وراثت اور امانت پر کوئی آنچ نہ آنے دیں۔

علماء کی دوسری ذمہ داری:...... دوسری ذمہ داری میری اور آپ کی اس امانت کو آگے پہنچانے کی ہے، اس کے ابلاغ کی ہے اور اس کے ابلاغ کے مختلف طریقے ہیں۔ طریقہ درس و تدریس بھی ہے۔ وہ دعوت و تبلیغ بھی ہے، تصنیف و تالیف بھی ہے۔ لہٰذا آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ یہ دولت آپ تک نہ رہے۔ جیب سے پیسہ نکالو گے خرچ کروگے وہ پیسہ ختم ہو جائے گا لیکن علم کو خرچ کروگے تو آپ کا علم بڑھ جائے گا، یہ علم بڑھتا ہے۔ امام بخاریؒ استاد ہیں اور امام ترمذیؒ شاگرد ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شاگرد امام ترمذیؒ کو اتنا علم نہیں دیا جتنا امام ترمذیؒ نے مجھے علم دیا یعنی استاد کہہ رہا ہے کہ میں نے شاگرد سے زیادہ علم حاصل کیا ہے اور میرے شاگرد نے مجھ سے کم حاصل کیا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ امام بخاریؒ علم تقسیم کر رہے ہیں اور شاگرد سوال کر رہا ہے، تیاری کر کے آرہا ہے، مطالعہ کر کے آرہا ہے۔ امام بخاریؒ جواب دے رہے ہیں اور رات گئے تک مطالعہ کر رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا شاگرد صبح کوئی سوال کرلے۔ کیونکہ وہ تیاری کے ساتھ آتا ہے اور میں جواب نہ دے سکوں، اس کو مطمئن نہ کرسکوں۔ تو جتنی کتابوں کا امام بخاریؒ نے مطالعہ امام ترمذیؒ کو مطمئن کرنے کی خاطر ممکنہ سوالوں کا جواب دینے کے لیے کیا اس سارے علم کا سبب امام ترمذیؒ بنے۔ اسی لیے فرمایا، میرے شاگرد نے مجھ سے اتنا علم حاصل نہیں کیا جتنا میں نے اس شاگرد سے علم حاصل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ علم جتنا تم دوگے، آگے سے سوال ہوں گے، تمہارا اپنا مطالعہ وسیع ہوگا۔ تمہارے اپنے مطالعے کے اندر گہرائی آئے گی اور آپ کا علم خرچ کرنے سے بڑھے گا، تو پہلی ذمہ داری حفاظت کی ہے۔ دوسری ذمہ داری اس کو آگے پہنچانے کی ہے۔

علماء کی تیسری ذمہ داری:......تیسری ذمہ داری اس دین کی عزت اور وقار کو باقی رکھنے کی ہے۔آپ کو معلوم ہے محدثین اور علمائے کرام کے واقعات میں لکھا ہے کہ انہوں نے علم کی تقسیم میں کسی امتیاز کو پسند نہیں کیا، برداشت نہیں کیا۔لہٰذا وارثانِ نبوت فضلاء کرام آپ کی ذمہ داری بھی ہے کہ آپ اس کی عزت کو برقرار رکھیں، اس کے وقار کو بھی باقی رکھیں۔اپنے آپ کے اندر استغناء اور خودداری بھی پیدا کریں دین کے لئے۔ہم اپنی ذات کے لیے تو استغناء پیدا کرتے ہیں، ہم اپنی ذات کے لیے تو خودداری پیدا کرتے ہیں، دین کے لیے اصل میں خودداری پیدا کریں۔ دین کے اعتبار سے مزاج میں استغناء ہو۔

اپنے اندر چند وسعتیں پیدا کریں:......ایک میری درخواست فضلاء کرام سے یہ ہے کہ وہ چند وسعتیں اپنے اندر پیدا کریں:(1)وسعت علم(2)وسعت نظر وفکر (3)وسعت قلب۔

(1)......وسعت علم:......وسعت علم یہ کہ امام شافعیؒ جیسے صاحب فقہ امام فرماتے ہیں کہ جوں جوں میرا علم ترقی کرتا گیا مجھ پر میری جہالت واضح ہوتی گئی۔جب بھی میں نے مطالعہ کیا مجھے نیا مسئلہ معلوم ہوا تو میں نے اپنے آپ سے کہا:امام شافعی آج تک تو تو اس سے جاہل تھا، اس مطالعے نے تجھے یہ مسئلے کا علم دیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے دورہ کر لیا فارغ ہو گئے اب ہمیں کسی سے کچھ پڑھنے کی یا مزید کتابوں کے مطالعے کی ضرورت نہیں ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا واقعہ:......محدث العصر حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا واقعہ آپ نے سنا ہوگا کہ عمر کا آخری حصہ ہے، بیمار ہیں، صاحب فراش ہیں اور ڈاکٹروں نے مطالعے پر پابندی لگائی کہ آپ نے کسی کتاب کو نہیں دیکھنا مگر پھر بھی چار پائی پر لیٹے دائیں بائیں کتابیں ہیں، ایک دن شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ جو حضرت شاہ صاحب کے شاگرد ہیں، آئے، دیکھا کہ حضرت کشمیریؒ بیماری اور علالت میں کتاب پڑھ رہے ہیں، مطالعہ کر رہے ہیں، کہا حضرت کونسا ایسا مسئلہ ہے جو اب تک آپ کی نظر سے نہ گذرا ہو؟ اور اگر کوئی ایسا اہم مسئلہ پیش آ بھی گیا ہے تو ہم شاگرد کس لیے ہیں؟ آپ ہمارے ذمہ یہ کام لگا دیں ہم مطالعہ کر کے آپ کے سوال کا جواب تحقیق کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے، آپ خود بیمار ہیں، آپ کیوں اس حالت مطالعہ کر رہے ہیں؟ آپ کو تو ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا جواب سنئے، فرماتے ہیں کہ کیا کروں، یہ بھی ایک بیماری ہے جو میرے ساتھ لگی ہوئی ہے۔یہ اس شخص کا حال ہے جو چلتا پھرتا کتب خانہ تھا، جنہوں نے ایک مرتبہ ایک کتاب دیکھی پھر ان کو دوبارہ دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، وہ جو سالوں کے بعد بھی فرماتے تھے کہ یہ مسئلہ فلاں کتاب کے فلاں صفحے کی فلاں سطر پر موجود ہے، اتنے سال پہلے میں نے فلاں کتب خانے میں اس کو دیکھا تھا۔

دورہ حدیث سے فراغت کی حقیقت:......ہمارے اکابرین کہا کرتے ہیں کہ دورہ حدیث سے فراغت اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ آپ عالم بن گئے ہیں، یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ میں عالم بننے کی استعداد پیدا ہو گئی

ہے، مطالعے کی استعداد پیدا ہوگئی ہے لہٰذا اپنے علم کو وسعت یوں دیں کہ جیسے حضورﷺ نے فرمایا: ''پیدائش سے لے کر موت تک علم حاصل کرو'' مجھے بھی چاہیے اور آپ کو بھی کہ اپنے علم کو ترقی دیں اور اس کے لیے مطالعہ کریں، مطالعے کی عادت ڈالیں۔

(2)......وسعت فکر ونظر:......آپ کی نظر وفکر میں وسعت ہونی چاہیے، تنگ نظری نہیں ہونی چاہیے۔آپ ہر ایک کو پڑھیں تا کہ آپ کو پتہ چلے کہ کون کیا کہہ رہا ہے؟ امام ابو یوسفؒ قاضی القضاۃ بنے، چیف جسٹس بنے، فقیہ امت ہیں۔ پوچھا گیا کہ آپ علم کے اتنے بڑے بڑے منصبوں پر کیسے پہنچے؟ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا: دو وجہ سے، پہلے نمبر پر میں نے کبھی افادے میں بخل نہیں کیا اور دوسرے نمبر پر کبھی استفادے سے انکار نہیں کیا۔ جو کچھ میرے پاس علم تھا اس کو پھیلانے میں تقسیم کرنے میں بخل نہیں کیا اور کہیں سے اچھی بات ملی تو اس کو سیکھنے سے کبھی انکار نہیں کیا۔'' لہٰذا میرے دوستو! وسعت نظر وفکر پیدا کرو۔

(3)......وسعت قلب:......اپنے دلوں کو بھی وسیع کرو۔ اختلاف کو بڑے غور سے سنیں اور دلیل کے ساتھ اس کا رد کریں۔ جب تک ہمارا ہتھیار علم اور دلیل رہے گا ہم ان شاء اللہ کامیاب رہیں گے۔ میرے دادا جان حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ ایک مرتبہ مناظرہ کر رہے تھے تو جو دوسرے فریق کے مناظر تھے، ان کو جب جواب نہ آیا، دلیل نہ آئی تو غصے میں آگئے، جب آدمی کے پاس دلیل نہ ہو تو وہ غصے میں آجاتا ہے، وہ غصے میں آگئے۔ اتفاق سے ان کے نام کے آخر میں ''روپڑی'' تھا۔ ہمارے دادا جی فوراً کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ''عبداللہ، روپڑی''۔ روتا وہ ہے جس کے پاس دلیل اور جواب نہ ہو۔ کوشش کریں کہ دلیل سے بات کریں۔

فتح ہمیشہ دلیل کی ہوتی ہے:......مجھ سے ایک انٹرویو لیا جا رہا تھا عالمی قوتوں کے رویے اور ہماری سوچ اور موقف پر، تو میں نے کہا کہ آج عالمی قوتیں دلیل کا راستہ چھوڑ کر طاقت کا راستہ اختیار کیے ہوئے ہیں اور دلیل اور ثبوت کے بجائے طاقت سے مسئلے حل کرنا چاہتے ہیں اور ہمارا موقف یہ ہے کہ ہتھیار اور طاقت کو روکو اور دلیل سے بات کرو۔ آج عالمی قوتیں ہتھیار اور طاقتیں استعمال کر کے اپنا تسلط قائم کرنا چاہتی ہیں اور ہمارا موقف یہ کہ ہتھیار اور طاقت سے کبھی فتح نہیں ہوا کرتی، ہمیشہ فتح دلیل کی بنیاد پر ہوا کرتی ہے، آج امریکہ، نیٹو اور دنیا کی عالمی طاقتیں دنیا کے اندر جنگ کے ذریعے، طاقت کے ذریعے، ہتھیار کے ذریعے دنیا کو فتح کرنا چاہتی ہیں لیکن یہ نہ کل کامیاب ہوئے نہ آج ہوئے اور نہ آئندہ کل ہوں گے۔ فتح ان شاء اللہ دلیل کی ہوگی۔ ہمارا راستہ دلیل کا راستہ ہے۔ ہم نے مدارس کے ذریعے گیارہ بارہ سال نائن الیون کے بعد آج تک جو جد وجہد کی ہے وہ دلیل سے کی ہے۔ ہم نے اپنے مدرسوں کے طلبا کو یہ نہیں کہا کہ سڑکوں پر آجاؤ، ہم نے جلوس نہیں نکالے، ہم نے توڑ پھوڑ نہیں کی، ہم نے مدارس کا مقدمہ لڑا ہے الحمدللہ! دلیل کے ساتھ۔

مدارس، اسلام کے محافظ:......ہماری دلیل یہ ہے کہ اسلام کا تحفظ اسباب کے درجے میں مدارس کی برکت سے ہے۔اسلامی اقدار وروایات،اسلامی تہذیب وتمدن،اسلامی کلچر کا تحفظ مدارس کی برکت سے ہے۔اسلامی تاریخ کا تحفظ مدارس کی برکت سے ہےاوراسلامی اور مذہبی خدمات،مسجد اوراسی طرح سوسائٹی کے مسائل کا تحفظ دینی مدارس کی برکت سے ہے،اور مسلمانوں کا تحفظ مدرسے کی وجہ سے ہے،پاکستان کا تحفظ مدرسے کی وجہ سے ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ مدرسہ اسلام کے علوم کی حفاظت واشاعت کا سب سے بڑامرکز ہے۔

دشمن کی نظروں میں مولوی اور مدرسہ:......ہم پر دشمنوں نے الزام لگایا کہ یہ مولوی اور مدرسے دہشت گرد ہیں۔آپ سے پوچھتا ہوں......یہی الزام پاکستان کی فوج پر لگا ہے کہ نہیں لگا؟ پاکستان کی آئی ایس آئی پر یہی الزام لگا کہ نہیں لگا؟ پاکستان کی فوج پر الزام لگایا جارہا ہے کہ اس کے دہشت گردوں سے تعلقات ہیں،ان کے دہشت گردوں سے روابط ہیں۔آئی ایس آئی کے دہشت گردوں سے رابطے ہیں،ان کے فلاں فلاں گروپ سے رابطے ہیں۔فلاں کارروائی ان کے تعاون اور رہنمائی کی وجہ سے ہورہی ہے۔میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ الزام لگانے والا کون ہے؟ ہم پر الزام کس نے لگایا؟ اگر فوج پر یہ الزام درست ہے تو پھر ہم پر بھی درست ہے اوراگر فوج پر غلط ہے تو ہم پر بھی غلط ہے۔الزام لگانے والا بھی وہی ایک ہے،جس نے ہم پر الزام لگایا وہی فوج پر بھی لگا رہا ہے۔اگر اس الزام کی وجہ سے مولانا سلیم اللہ خان،**محمد حنیف جالندھری**،مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق احتساب کے کٹہرے میں لائے جائیں گے تو پھر احتساب کے کٹہرے میں اشفاق پرویز کیانی کو بھی لانا ہوگا،پھر جنرل شجاع پاشا کو بھی جواب دینا ہوگا۔اس لیے کہ جو الزام ہم پر ہے وہی الزام ان پر ہے بلکہ ہم سے زیادہ سنگین الزام ان پر ہے۔

امریکہ کا الزام غلط ہے:......لیکن میرے دوستو! میں ان علماء کی موجودگی میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ پاکستان کی فوج پرامریکہ جو آج الزام لگا رہا ہے یہ الزام جھوٹ ہے،غلط ہے اور یہ الزام اس لیے لگا رہا ہے کہ وہ افغانستان میں ناکام ہوگیا ہےاوراپنی ناکامی کا ملبہ پاکستان پر ڈالنا چاہتا ہے۔پاکستان کی آئی ایس آئی پر یہ الزام غلط ہےاور ہم ان شاء اللہ برے وقت میں اوراچھے وقت میں اپنی فوج کا تحفظ کریں گے ان شاء اللہ،ہم پاکستان کے اداروں کا تحفظ کریں گے۔ہم پاکستان کی سلامتی کے اداروں اور فوج پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔پاکستان کا دفاع فوج کے ذریعے ہے۔ہماری فوج قابل فخر فوج ہے،ہم اپنی فوج کے تحفظ کو پاکستان کا تحفظ سمجھتے ہیں۔جس طرح پاکستان کی فوج کا تحفظ پاکستان کا تحفظ ہے،اس کے اداروں کا تحفظ پاکستان کا تحفظ ہے،اسی طرح پاکستان کے دینی مدارس کا تحفظ بھی پاکستان کا تحفظ ہے۔اگر فوج بدنام ہوگی تو پاکستان کمزور ہوگا،پاکستان بدنام ہوگا۔اگر مدرسہ بدنام ہوگا،کمزور ہوگا تب بھی پاکستان کمزور ہوگا،بلکہ اس سے زیادہ کمزور ہوگا۔اس الزام کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔جس

طرح ہم فوج کے بارے میں جذبات رکھتے ہیں، فوج کو بھی چاہیے کہ ہمارے بارے میں بھی ویسے ہی جذبات رکھے۔ اب تو سمجھ جانا چاہیے اربابِ اقتدار کو بھی کہ اپنا کون ہے اور غیر کون ہے؟ اب تو آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ جن کے مفادات کی ہم جنگ لڑ رہے ہیں وہ آج بھی ہمیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں...... درمیان میں بات آ گئی...... میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اپنے اندر وسعتِ علم، وسعتِ فکر ونظر اور وسعتِ قلب پیدا کرو۔

پاکستان قدرتی آفات کی زد میں:...... میرے دوستو! موجودہ حالات کے مقابلے کے لیے بھی اپنے آپ کی تیاری رکھیں۔ یہ حالات انتہائی نازک اور سنگین ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ امتِ مسلمہ اپنے وجود اور اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے، یہ عام معمولی حالات نہیں ہیں اور ان حالات کا مقابلہ کوئی تنہا بھی نہیں کر سکتا۔ سب کو مل کر کرنا ہوگا اور آپ دیکھیں کہ آج ہم کس بری صورتحال سے دوچار ہیں۔ آج پاکستان میں بارشیں، سیلاب ''ڈینگی'' ہے، مجھے میسج آیا کہ جو کام بڑے بڑے مولوی نہیں کر سکے وہ ایک مچھر نے کر دیا اور اس نے کہا کہ مولوی کوشش کرتے رہے کہ عورتیں اپنی ٹانگ پوری چھپائیں، اپنے بازو پورے چھپائیں، پردہ پورا کریں۔ نہیں کیا، مچھر آیا اور مچھر نے عورت کو سر سے لے کر پاؤں تک پردہ کرنے پر مجبور کر دیا'' اب جرابیں بھی پہنتی ہے، جو شلوار اوپر تک تھی وہ نیچے آ گئی اور جو بازو ننگے ہوتے تھے وہ بھی نیچے آ گئے کہ کہیں مچھر نہ لڑ جائے اور سر کو بھی ڈھانپ لیا اور پنجاب حکومت نے بھی کہہ دیا ہے کہ اسکول میں جو نیکر اور شرٹ پہنیں وہ ہاف نہیں پوری ہونی چاہیے۔ بچوں کے یونیفارم کی پابندی ختم اور یہ کہا گیا کہ پورا بدن ڈھانپ کر بچے پڑھنے آیا کریں۔ میں نے کہا واہ سبحان اللہ! رب تیری قدرت! آگے لکھا تھا: ''علامہ مچھر صاحب زندہ باد۔''

آفات ومصائب کی وجوہات:...... اور آج کہا جا رہا ہے فلاں تدبیر کریں فلاں تدبیر کریں۔ تدبیر اپنی جگہ...... تدبیریں اختیار کرنی چاہئیں لیکن قرآن سے تو پوچھو قرآن کیا کہتا ہے؟ ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ اس آیت میں اللہ نے آفتوں اور مصیبتوں کا سبب بھی بیان کیا اور اس کا حل اور علاج بھی بیان کیا ہے۔ نہ سبب کی طرف نظر ہے اور نہ علاج کی طرف، سبب، اللہ نے کہا کہ تمہاری ہی بداعمالیاں ہیں اور اس کا علاج اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف رجوع اور توبہ استغفار ہے۔

ایک ٹی وی چینل نہیں ہے جو کہہ رہا ہو کہ پوری قوم توبہ کرے، استغفار کرے۔ نہ حکومت کہہ رہی ہے، نہ کوئی اور کہہ رہا ہے۔ یہ ہمارے گناہوں کی سزا ہے۔ سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ﴾ اللہ قادر ہے اوپر کا عذاب لے آئے، بارش بھیجے۔ جیسے نوحؑ کی قوم پہ آیا اور اوپر کا عذاب یہ ہے کہ آسمان سے پتھر برسیں جیسے لوطؑ کی قوم پر پتھر برسے تھے، ابابیلوں کے ذریعے ہاتھی والے کو جو مکہ میں بیت اللہ کے گرانے کے ارادے سے آئے تھے ان پر اللہ تعالیٰ نے پتھر برسائے اور قرآن

کہتا ہے ان پتھروں پر نشان لگا ہوا تھا کہ تو نے فلانے کو جا کے لگنا ہے اور جتنی سائنس ترقی کرتی جاتی ہے قرآن کی باتیں سچی ہوتی جارہی ہیں۔ آج ڈرون...... وہ آ کے وہیں لگے گا جس جگہ پر اس کو بھیجا جا رہا ہے اور وہ ڈرون کے ذریعے جو میزائل آئے گا وہ اسی مقام پر، اسی مکان پر، اسی گاڑی پر، اسی آدمی پر لگے گا اور اگر آج کا سائنس دان اللہ کے دیئے ہوئے دماغ کو استعمال میں لا کر ایسا میزائل بنائے جو نشانے پر جا کر لگے تو اللہ تعالیٰ کی طاقت تو بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو پتھر آسمان سے برسائے ان پر بھی لکھا تھا کہ فلاں کو جا کر لگے۔ پتھر آسمان سے برسے، یہ اوپر کا عذاب ہے اور نیچے کا عذاب زلزلہ، سیلاب، زمین میں دھنسنا اور رئیس المفسرین ترجمان قرآن سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ نے اس کی ایک اور بھی تفسیر بیان کی ہے فرمایا کہ اوپر کا عذاب یہ ہے کہ ظالم، بددیانت، کرپٹ حکمران اور نیچے کا عذاب ہے ملازمین اور افسران کا بددیانت، خائن، رشوت خور اور کرپٹ اور کام چور ہونا۔ یہ زمین کا عذاب ہے اور آج ہم ان تمام مصائب میں مبتلا ہیں۔

ہم پر فاسق و فاجر حکمران مسلط ہیں:...... ہمارے اوپر جو حکمران مسلط ہیں وہ ظالم ہیں، فاسق فاجر ہیں، بددیانت اور کرپٹ ہیں۔ سر سے پاؤں تک کرپشن میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کے قصے خود ان کے اپنے لوگ کھولتے رہتے ہیں۔ ہمیں کہتے تھے کہ تم دہشت گردی کرتے ہو۔ ذوالفقار مرزا نے پوری قلعی کھول دی کہ کراچی میں دہشت گردی کون کر رہا ہے؟ کون کرا رہا ہے؟ کون ذمہ دار ہے؟ الزام ہم پر لگتے ہیں۔ اب انھی کا آدمی انھی کو بتا رہا ہے۔ ایک صوبے کا وزیر داخلہ پاکستان کے وزیر داخلہ کو مجرم کہہ رہا ہے اور قرآن سر پر رکھ کر کہہ رہا ہے اور رمضان کے مہینے میں۔ اللہ تعالیٰ سب باتیں ان شاء اللہ کھول دیں گے اور نیچے کا عذاب یہ ہوتا ہے کہ تمام ملازمین، ماتحت افسران، خدام، سرکاری اور غیر سرکاری افراد کام چور ہوتے جائیں رشوت خور ہو جائیں۔ یہ آج آپ دیکھیں کہ ہم کس عذاب سے گزر رہے ہیں؟ کوئی کام بغیر رشوت کے نہیں ہوتا۔ آپ جائز کام کے لیے بھی آؤ تو کہتے ہیں یہ فائل پڑی ہے۔ مولوی صاحب! وہ بندہ اس کو پٹرول چاہئے پٹرول۔

رجوع الی اللہ کی ضرورت:...... میرے دوستو اور بھائیو! ہم جس صورتحال سے دوچار ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کریں، توبہ کریں، استغفار کریں اور اپنی زندگی کو بدلیں۔ حضرت تھانویؒ نے بڑی پیاری بات فرمائی، فرمایا کہ ایک آزمائش ہوتی ہے، ایک عذاب ہوتا ہے۔ یہ جو مصیبت آئی ہے یہ آزمائش ہے یا عذاب ہے؟ اس کے اندر فرق کیسے ہوگا؟ کون سی نشانی ہے مصیبت میں اور آفت میں؟ تو فرمایا، جن پر وہ مصیبت آئی ہے اگر ان کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے، وہ اللہ کی طرف رجوع کر لیں، استغفار کر لیں، گناہوں کی معافی مانگ لیں، اپنے آپ کو بدل لیں، یہ علامت ہے کہ یہ عذاب نہیں ہے، یہ مصیبت آزمائش تھی۔ ان کے لیے مصیبت رحمت بن گئی اور اگر کوئی تبدیلی نہ آئے جیسے تھے ویسے ہی ہیں اور توبہ نہ کریں، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ مصیبت عذاب ہے۔ اب یہ ہمارے اوپر ہے کہ ہم اس کو عذاب کی شکل بنائیں یا اس مصیبت کو رحمت بنائیں۔ 2005ء کا زلزلہ آیا تھا۔ کوئی تبدیلی نہیں آئی اور

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو پاکستان پر اس وقت صورتحال ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم غیروں کی جنگ لڑ کے اپنے لوگوں کو مار رہے ہیں۔ ہم سودی کاروبار کر رہے ہیں۔ ہم علماء کو اور دینی مدارس کو دہشت گرد کہتے ہیں۔

دینی مدارس کے لیے ہدایات:...... مجھے پتا چلا کہ سی آئی ڈی کے محکمے کے سربراہ جو پنجاب میں ہیں اس نے آرڈر جاری کیا کہ ہمیں مدرسوں کے ریکارڈ، طلباء کے نام، ولدیت دو اور ان کے پتے دو اور جو بچیاں پڑھتی ہیں ان کے نام، ولدیت دو اور ان کے پتے دو اور مدرسوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں ان پولیس افسران سے یا ان کے جس آدمی نے ان کو آرڈر دیا ہے اگر ہم ان سے کہیں تم اپنی بچیوں کے نام اور پتے دو۔ کیا تیار ہوں گے وہ؟ جو آپ کے پاس آئے۔ آپ اس کو انکار کر دیں اور قطعاً کوئی پرواہ نہ کریں۔ پاکستان کے قانون کو ہم زیادہ جانتے ہیں۔ ہمارا معاہدہ ہوا ہے پنجاب اور مرکزی حکومت کے ساتھ کہ مدارس کے جو کوائف ان کو مطلوب ہوں گے وہ ہم سے رابطہ کریں گے، وہ وفاق المدارس سے رابطہ کریں گے، وہ تمام مدارس کی تنظیموں کے مرکزی دفاتر اور قیادت سے رابطہ کریں گے۔ وہ مدرسوں میں جا کر ان کو پریشان نہیں کریں گے اور ایک ایک مدرسے کے کوائف ان سے نہیں مانگیں گے، وہ ہم سے رابطہ کریں گے۔ جو افسر اس معاہدے کی خلاف ورزی کر رہا ہے وہ ہمارے ساتھ طے شدہ معاہدے کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اس کی ذمہ داری اس پر ہے۔ ہم قطعاً پابند نہیں ہیں کہ ہم اس کی اس خلاف ورزی کو قبول کریں۔ میں آج ذمہ داری کے ساتھ تمام مدارس سے کہتا ہوں کہ ان کو کوائف مت دیجیے۔ جو آپ کے پاس آئے اس کو آپ ایک ہی جواب دیجیے کہ وفاق المدارس سے رابطہ کیجیے۔ پھر ہم جانیں اور وہ جانے۔ تم نے ان مدرسوں کو لاوارث سمجھا ہوا ہے۔ میں پوچھتا ہوں تم کیوں نہیں جاتے اسکولوں میں؟ کیوں نہیں جاتے کالجوں؟ اور کیوں نہیں جاتے یونیورسٹیوں میں؟ ان سے جا کر پوچھو کہ تمہارے پاس جو طلبہ پڑھتے ہیں ان کے نام پتے بتاؤ؟ ان کی ولدیتیں بتاؤ؟ جب دل چاہتا ہے منہ اٹھا کر مدرسوں میں آ جاتے ہو۔

دہشت گردی میں مدارس ملوث نہیں:...... کراچی میں دہشتگردی میں کوئی مدرسہ ملوث نہیں ہے۔ بلوچستان کی دہشت گردی میں کوئی مدرسہ ملوث نہیں ہے، پنجاب، خیبر پختونخواہ بلکہ پورے ملک کی دہشت گردی میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ کوئی مدرسہ ملوث نہیں ہے۔ آپ کی وہ جماعتیں ملوث ہیں جن سے آپ اقتدار کی بھیک مانگتے ہو، جتنے ٹارگٹ کلر پکڑے گئے ہیں کراچی میں کسی ایک کا تعلق کسی دینی مدرسے یا کسی دینی جماعت سے نہیں ہے۔ سب کا تعلق سیاسی اور لسانی جماعتوں کے ساتھ ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں ان ٹارگٹ کلرز کو جو پکڑے جائیں ان کو ٹی وی پر لایا جائے، ان کو دکھایا جائے تاکہ پتہ چلے کہ وہ کون ہیں جنہوں نے چہرے اور بنائے ہوئے ہیں اور اندر سے دہشت گرد ہیں۔

مدارس پاکستان کے محافظ ہیں:...... دینی مدارس تو پاکستان کے لیے جان دینے والے لوگ ہیں۔ خدانخواستہ اگر

پاکستان پر کوئی براوقت آئے تو سب سے آگے پاکستان کے مدرسوں کے طلبہ اپنی جانیں دیں گے۔ہم اس ملک کا تحفظ کرنا اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ہم اپنے وطن عزیز کی سلامتی کی خاطر جان دینا ایمان سمجھتے ہیں۔کیوں؟"حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان"ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔

پاکستان ہمارے بزرگوں نے بنایا:......ہمیں کوئی پاکستان کی سلامتی کے سبق نہ پڑھائے، ہمارے اکابر اور بزرگوں نے یہ ملک بنایا ہے،اس کا پہلا جھنڈا ہمارے بزرگوں نے لہرایا ہے۔شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے کراچی میں اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے ڈھاکہ میں پہلا پرچم لہرایا تھا۔قائداعظم نے ہمارے ہی علماء سے کہا تھا کہ آپ جھنڈا لہرائیں۔ہم ان کی اولاد ہیں۔اس ملک کی حفاظت کرنا ہمارا فرض بنتا ہے، ہماری مسجدوں میں روزانہ دعائیں ہورہی ہیں ان مصیبتوں اور آفتوں سے بچاؤ کے لیے۔پورے پاکستان کے لوگوں کے لیے ہمارے مدرسوں میں سورہ یٰس، آیت کریمہ،قرآن کا ختم اور گڑگڑا کر، رورو کر دعائیں ہورہی ہیں، مجھے بتائیں پاکستان کی کچہری میں، بازار میں، اسمبلی میں، عدالتوں میں کہیں پاکستان کی سلامتی کی دعا کے لیے ہاتھ اٹھے ہیں؟؟؟......اگر یہ اٹھ رہے ہیں اور اللہ سے مانگ رہے ہیں تو صرف پاکستان کے مدرسوں میں ہاتھ اٹھ رہے ہیں۔ہم اسی ملک کے ہیں، یہیں رہیں گے، یہ تو آئے باہر سے، چلے جائیں گے باہر۔ان کی جائیدادیں باہر، انکے محلات باہر ہیں، ان کا بینک بیلنس باہر ہے۔ہمارا سب کچھ پاکستان میں ہے۔ہمارا جینا بھی یہی ہمارا مرنا بھی یہیں ہے۔

حرف آخر:......اس لحاظ سے میرے دوستو! آپ فضلاء کو اس ملک کی سلامتی، اس کے استحکام اور تحفظ کیلئے مجاہدانہ کردار ادا کرنا ہوگا۔اللہ تعالیٰ اس ذمہ داری جو آپ کے سر پر آگئی ہے، یہ جو بھی دستار ہوگی، یہ پگڑی نہیں ہے، یہ کپڑا نہیں ہے۔یہ بہت بڑا ایک بوجھ ہے جو آپ کے سر پر رکھا جارہا ہے۔یہ جہاں ایک تاج ہے وہاں ایک بہت بڑا امتحان بھی ہے۔اللہ آپ کو اس میں کامیاب فرمائے سرخرو فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

☆......☆......☆

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حدیث اس طرح حاصل کرتا تھا کہ کھانے کے لئے پیسے نہیں ہیں، تو جتنے پیسے ہوتے ان سے ایک صاع لوبیا خرید لیا (جسے عربی میں باقلہ کہتے ہیں) وہ لوبیا بھون کر رکھ لیا اور وہ ایک صاع لوبیا مہینہ بھر تک میری خوراک تھی کہ چند لوبیے کے دانے لئے وہ میرا ناشتہ ہوگیا، وہی چند لوبیے کے دانے دوپہر اور رات کا کھانا ہوگیا، باقی سارا وقت میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حاصل کرنے میں صرف کردیا۔

☆......☆......☆